مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھل حدیث یا شیعہ؟

پردہ دری:

برادران اہل سنت! غیر مقلدین ایک ایسا گروہ ہے جو اپنے آپ کو حدیث کا تنہا وارث قرار دیتا ہے اور اپنے بالمقابل تمام مقلد مسلمانوں کو حدیث کا مخالف اور رائے کا پجاری کہتا ہے۔ سیدھے سادے حنفی مسلمان ان کے اہل حدیث نام سے دھوکہ کھا کر ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی اصلیت کو واشگاف کیا جائے اور ان لوگوں نے اپنے اوپر منافقت کے جو پردے ڈال رکھے ہیں چاک کر کے ان کا اصلی چہرہ لوگوں کو دکھایا جائے، کہ جسے لوگ بے خبری کی وجہ سے اہل حدیث سمجھتے ہیں وہ حقیقتاً رافضی اور شیعہ کا چہرہ ہے۔

میں نے مضمون میں انہی کے اکابر کی عبارات سے یہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان میں تحریک اہل حدیث در حقیقت رفض و تشیع کے سوا کچھ نہیں۔ یہ دور حاضر میں شیعت کی تجدید کا دوسرا نام ہے۔ نہ ان کو حدیث سے محبت ہے، نہ یہ اہل حدیث ہیں۔ ان کا اہل حدیث کہلوانا ایسا ہی ہے جیسے ایک اور فرقے نے اپنا نام اہل قرآن رکھ لیا ہے۔ وہ قرآن کا نام لے کر حدیث کا انکار کرتے ہیں یہ حدیث کا نام لے کر قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کے منکر ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثالیں آپ کو آئندہ صفحات میں بافراط ملیں گی۔

ہندوستان میں تحریک اہل حدیث کا بانی مبانی مولوی عبدالحق بنارسی ہے، سب سے پہلے آپ اس کا حدود اربعہ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عبدالحق بنارسی اور قاضی شوکانی:

یہ بنارس کا رہنے والا ایک شخص تھا جس نے ہندوستانی علماء کے علاوہ یمن کے شوکانی زیدی شیعہ سے بھی علم حاصل کیا تھا۔ شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کا ثبوت تفسیر فتح القدیر کے مقدمہ میں موجود ہے۔ مقدمہ نگار لکھتا ہے:

”تفقه علی مذهب الامام زید و برع فيه والف وافتیٰ حتیٰ صار قدره فيه وطلب الحديث وفاق فيه اهل زمانه حتی خلع ربقته التقليد و تحلی بمنصب الاجتهاد. “

(فتح القدیر؛ص۵)

یعنی اس نے مذہب امام زید کے مطابق فقہ حاصل کی، حتیٰ کہ اس میں پورا ماہر ہوگیا۔ پھر تالیفات کیں اور فتوے دیئے حتیٰ کہ اس میں ایک نمونہ بن گیا یا مقتدا ہوگیا، اور علم الحدیث کی طلب میں لگا تو اپنے اہل زمان سے فوقیت لے گیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے گلے سے تقلید کی رسی کو اتار ڈالا اور منصب اجتہاد کا مدعی ہوگیا۔

یہ تو شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کی صراحت ہے، رہا مولوی عبدالحق کا اس کے شاگرد ہونے کا مسئلہ وہ بھی وہیں سے حل ہوجاتا ہے، مقدمہ نگار چند سطر پہلے ” **بعض تلاميذه الذين اخذوا عنه العلم** “ کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:

” **اخذ عنه العلم......الشيخ عبدالحق بن فضل الهندی** “

(مقدمہ فتح القدیر مصر؛ص۵)

یعنی آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں علامہ شیخ عبدالحق بن فضل ہندی بھی ہے، یہی عبدالحق بنارسی ہے۔ عبدالحق کے شیعہ اور غیر مقلد ہونے کے متعلق مولانا عبدالخالق کی تحریر ملاحظہ فرمائیں، جو غیر مقلدوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے استاد اور خسر ہیں۔ آپ اپنی کتاب تنبیہ الضالین ص۳ پر لکھتے ہیں:

”سو بانی مبانی اس فرقہ نواحداث کا عبدالحق ہے، جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے ان کو نکال دیا تھا اور علمائے حرمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا تھا، مگر یہ کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا“۔

ایسے ہی انہوں نے ایک اور مقام پر بھی یہ لکھا ہے کہ عبدالحق بنارسی جو فرقہ غیر مقلدین کا بانی ہے اپنی عمر کے درمیانی حصے میں رافضی (شیعہ) ہو گیا تھا۔

عبدالحق کے شیعہ ہونے کا دوسرا ثبوت:

مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں: ''در اوسط عمر بعض در عقائد ایشاں و میل بسوئے تشیع و جز آں معروف است''۔

(سلسلۃ العسجد)

یعنی کہ عبدالحق بنارسی کی عمر کے درمیانی حصے میں اس کے عقائد میں تزلزل اور اہل تشیع کی طرف اس کا رجحان بڑا مشہور ہے۔

عبدالحق بنارسی کا علی الاعلان شیعہ ہونا:

قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب محدث پانی پتی لکھتے ہیں: ''بعد تھوڑے عرصے کے مولوی عبدالحق صاحب، مولوی گلشن علی کے پاس گئے، دیوان راجہ بنارس کے شیعہ مذہب تھے اور یہ کہا کہ میں شیعہ ہوں اور اب میں ظاہر شیعہ ہوں، اور میں نے عمل بالحدیث کے پردے میں ہزار ہا اہل سنت کو قید مذہب سے نکال دیا ہے اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے۔ چنانچہ مولوی گلشن علی نے تیس روپیہ ماہوار ان کی نوکری کروادی۔''

(کشف الحجاب ص ۲۱)

ناظرین باتمکین! آپ کو اب تو غیر مقلدین کے مخفی شیعہ ہونے میں تأمل نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس جماعت کے بانی مولوی عبدالحق کا علی الاعلان شیعہ ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ جس جماعت کا بانی نوکری کے لئے شیعہ ہو گیا ہو وہ جماعت کیسے اہل سنت ہو سکتی ہے؟ دراصل ان کا اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا از روئے تقیہ ہے، جو روافض کا مشہور عقیدہ ہے۔

بنارس کے ٹھگ:

قارئین! آپ کو معلوم ہے کہ بنارس کے ٹھگ بہت مشہور ہیں یہ مولوی عبدالحق اور اس کی پارٹی

بھی ٹھگوں کا ایک گروہ ہے، جس نے مسلمانان احناف کے جان و مال کو، ان کے دین اور ایمان کو بنام حدیث ٹھگ لیا ہے۔ ٹھگی کرنے کے لئے کوئی بہت خوبصورت اور دل کش سوانگ رچانا پڑتا ہے تاکہ شکار مشتبہ نہ ہو اور آرام سے اس کے جال میں پھنس جائے۔ جیسے مولانا ظفر علی خانؒ نے مرزائیوں کے متعلق کہا تھا:

مسیلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں
جیب کترے لے گئے پیمبری کی آڑ میں

اسی طرح مولوی عبدالحق اور اس کے جانشینوں نے حدیث کی آڑ میں بہت سے احناف کی جیب صاف کر لی اور انہیں اسلاف کرام سے ورثہ میں ملے ہوئے پیٹنٹ (Patent) اسلام اور ایمان سے محروم کر دیا، اور اپنا خودساختہ (Self made) دین اور مذہب اور اجماع امت کے برخلاف موقف ومسلک کا قائل کرلیا۔ فوااسفاہ. جو بدنصیب لوگ ان کے چکمے میں آ گئے وہ ہر وقت حدیث حدیث کا لفظ سن کر پختہ ہوجائیں گے، مگر انہیں علم نہیں ہوگا کہ یہ ہمیں حدیث کی آڑ میں سنت سے دور کررہے ہیں اور اہل حدیث کی رٹ لگا کر یہ ہمیں اہل سنت سے نکال رہے ہیں۔

حدیث وسنت:

حالانکہ حدیث تو ہر طرح کی ہوتی ہے، موضوع بھی، مرجوح بھی، منسوخ بھی، معلول بھی، متروک بھی اور محتمل بھی۔ پتا نہیں جس حدیث کی طرف وہ آپ کو بلا رہے ہیں وہ کس درجے اور کس زمرے کی حدیث ہے۔ مگر سنت ان تمام احتمالات سے پاک صرف سنت ہوتی ہے، جس میں ایسی کوئی علت نہیں ہوتی اور وہ بہر حال قابل عمل اور معیار حق ہوتی ہے، کیونکہ وہ آخر تک رسول اللہ ﷺ کی معمول رہی ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کا عمل بھی اس کے مطابق ہوتا ہے، اس لئے حدیث کے بالمقابل سنت کا راستہ احوط، محفوظ، اور زیادہ قابل عمل ہے۔ ہم حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب اہل سنت ہیں اور یہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوا کر خوش ہوتے

ہیں۔اس لئے مقابلہ حدیث اور اقوال آئمہ کا نہیں، جسے غیر مقلد مشہور کرتے ہیں، بلکہ مقابلہ حدیث اور سنت کا ہے۔ان کے پاس برائے نام حدیث ہے اور ہمارے پاس سنت رسول ہے۔ پھر ہر سنت حدیث ہوتی ہے مگر ہر حدیث سنت نہیں، اس لئے راستہ اہل سنت ہی کا واحد قابل نجات راستہ ہے، کیونکہ اس پر صحابہ کرام، تابعین عظام، آئمہ مجتہدین اور فقہاء ومحدثین نے ہر دور میں چل کر دکھایا ہے اور اس پر چلنے والے ان بزرگان امت اور اسلاف کے پیچھے پیچھے منزل مقصود تک پہنچے ہیں اور پہنچ رہے ہیں۔

سنت کا معنی:

سنت کا معنی ہی یہ ہے کہ " الطریقة المسلوکة فی الدین."یعنی دین میں جس راستے پر امت کی اکثریت چلتی ہو وہ سنت ہے۔

اوراب اس تقابل اور وضاحت کے بعد عیاں ہوجانا چاہئے کہ سلامتی کی راہ سنت کی راہ ہے، جس کو ساری یا اکثر امت کی حمایت حاصل ہے اور حدیث کی راہ شاذ اور منفرد افراد کی راہ ہے، جس میں سلامتی کی کوئی امید نہیں۔ کسی بھی حدیث کو دیکھ یا سن کر اس کو اپنا معمول نہیں بنالینا چاہئے جب تک معلوم نہ ہوجائے کہ امت نے اس کو تلقی بالقبول بخشی ہے یا نہیں، کیونکہ اگر آئمہ متبوعین نے اس کو معمول نہیں بنایا تو یقیناً اس میں کوئی مخفی علت ہوگی جس کی وجہ سے عمل نہیں ہے، ورنہ یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ اکابر واسلاف جو حدیث وسنت کے شیدائی تھے، اس کو بلا وجہ ترک کر دیتے، جیسے مغرب سے پہلے کی دو رکعت، ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھا، خلفائے راشدین نے نہیں پڑھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کو عامل نہیں پایا تو یہ حدیث تو بے شک ہے لیکن قابل عمل سنت نہیں۔

مولوی عبدالحق کے متعصب غیر مقلد اور گستاخ ہونے کی دلیل:

مولانا سید عبدالحی لکھنویؒ اپنی مایہ ناز تصنیف "الثقافة الاسلامیه فی الھند" کے ص۱۰۴ پر لکھتے ہیں:

”منهم من سلک مسلک الا فراط جدا و بالغ فی حرمة التقلید و جاوز عن الحدود و بدع المقلدین وادخلهم فی اهل الاهواء ووقع فی اعراض الائمة لا سیما الامام ابی حنیفةؒ و هذا مسلک الشیخ عبدالحق بن فضل اللہ بنارسی.“

یعنی ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو حد سے بڑھ گئے ہیں اور تقلید کی حرمت میں بے حد مبالغے سے کام لے کر حدود کو پھلانگ گئے، مقلدین کو بدعتی قرار دیا اور ان کو اہل اھواء میں داخل کر دیا۔ آئمہ کرام بالخصوص امام ابوحنیفہؒ کی توہین و تنقیص میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یہ مسلک ہے عبدالحق بن فضل اللہ بنارسی کا۔

مولوی عبدالحق کے نیم شیعہ اور تبرائی ہونے کی ایک اور دلیل:

مولوی عبدالحق کے دوست اور ہم سبق مشہور محدث قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب پانی پتی، اپنی کتاب کشف الحجاب ص ۲۱ پر لکھتے ہیں: ”اس نے میرے سامنے یہ بات کہی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ سے لڑی، اگر توبہ نہیں کی تو مرتد مری۔“ (نعوذ باللہ من ذالک البکواس) کہتے ہیں کہ دوسری مجلس میں اس نے یہ بھی کہا کہ صحابہ کرام کا علم ہم سے کم تھا ان کو پانچ، پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہمیں ان کی سب حدیثیں یاد ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم) کیا کوئی سنی مسلمان صحابہ کرام اور اپنی روحانی ماں اور زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تھا کچھ حدود اربعہ اور تعارف مولوی عبدالحق بنارسی بانی جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) کا۔

غیر مقلد عالم کی رائے کہ اہل حدیث شیعہ اور روافض کے خلیفہ و وارث ہیں:

”پس اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء به الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہیں شیعہ اور روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا ہے اسلام کی طرف، اسی طرح جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانے میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں

ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے، بعینہ مثل اہل شیعہ کے...... مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی غلو سے تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کے گالی دیں اور پھر جس قدر الحاد وزندقہ پھیلا دیں کچھ پروانہیں۔ اسی طرح ان جاہل کاذب اہل حدیثوں میں ایک رفع یدین کر لے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے، مثل امام ابو حنیفہؒ کے جن کی امامت فی الفقہ اجماع کے ساتھ ثابت ہے، اور پھر جس قدر کفر بد اعتمادی اور الحاد وزندقہ ان میں پھیلا دے بڑی خوشی سے قبول کر لیتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بچیں نہیں ہوتے۔ اگرچہ علماء فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو تنبیہ کریں، ہرگز نہیں سنتے۔"

(از کتاب التوحید والسنہ فی رد اہل الالحاد والبدعہ ص ۲۶۲ قاضی عبدالاحد خانپوری)

غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے استاد مولانا عبدالخالق کا تبصرہ:

"ان غیر مقلدین کا مذہب اکثر باتوں میں روافض کے مذہب سے ملتا جلتا ہے۔ جب روافض پہلے رفع یدین اور آمین بالجہر اور قرأت خلف الامام کے مسئلے امام شافعیؒ کی دلیلوں سے ثابت اور ترجیح دے کر عوام کو خصوصاً مذہب حنفی والوں کو شبہ میں ڈالتے ہیں، پھر جب یہ بات خوب اپنے مقلدوں میں ذہن نشین کرا چکتے ہیں تب آگے اور مسئلوں میں متشکک اور متردد بناتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں"۔

(تنبیہ الغافلین ص ۵)

مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان کا تبصرہ:

"تو پھر جو آئمہ علماء آخرت ہیں، جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن طعن اسی مغتاب پر عود کرتا ہے یہ مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت والجماعت کا"۔

(مآثر صدیقی ج ۴ ص ۲۳)

قصص الاکابر کا اقتباس کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہیں:

''سید احمد بریلوی شہیدؒ کے قافلہ میں مشہور تھا کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہوتے ہیں۔''

(قصص اکابر ص ۲۶)

یاد رہے کہ مذکور الصدر مولوی عبدالحق بنارسی بانی جماعت غیر مقلدین نے حضرت امیر شہیدؒ کے قافلے میں رفع یدین اور آمین بالجہر کر کے فتنہ کھڑا کیا تھا، جس کی وجہ سے حضرت امیرؒ نے اسے جماعت سے خارج کر دیا تھا، اور یہ بھی یاد رہے کہ رفع یدین اس زمانے میں ہندوستان میں صرف شیعوں کا شعار تھا۔ تو اس کا یہ فعل بھی شیعوں کی موافقت میں تھا۔ باقی رہے شافعی یا حنبلی تو وہ تو یہاں تھے ہی نہیں اور اب تک نہیں ہیں اور اس وقت تو حرمین شریفین میں بھی حنفیوں کی حکومت تھی۔ حنبلی، شافعی اگر کرتے بھی ہوں گے تو ان کا انفرادی فعل ہوگا۔ حرم شریف میں یا سعودی عرب میں اس وقت جماعتی طور پر رفع یدین نہیں ہوتا تھا۔ لہذا عبدالحق بنارسی کا اسے اپنانا یا اسے رواج دینا یہ اپنی شیعت کا اظہار تھا۔ اگرچہ نام حدیث کا لیتا تھا مگر کام رافضیوں کا کرتا تھا۔

میاں نذیر حسین کا فتویٰ کہ غیر مقلد چھوٹے رافضی ہیں:

''جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے وہ چھوٹا رافضی ہے یعنی شیعہ ہے۔''

(تاریخ اہل حدیث ص ۷۳ از مولانا ابراھیم سیالکوٹی)

تو یہ ائمہ کی توہین کرنا بالخصوص امام الائمہ امام ابو حنیفہؒ کو جلی کٹی سنانا اور ان کے مقلد حنفی فقہاء و محدثین پر طعن کرنا اور تمام حنفیوں کو مشرک کہنا یہ آج کل کے غیر مقلدوں کا دن رات کا وظیفہ ہے، اس لئے بفحوائے فتوائے میاں نذیر حسین یہ لوگ چھوٹے رافضی نہیں تو اور کون ہیں؟

مولانا قاری عبدالرحمٰنؒ محدث پانی پتی کا تجزیہ:

''چنانچہ روافض کی ساری علامتیں اس فرقہ میں موجود ہیں جیسے۔

۱۔ تراویح کا انکار کرنا اور انہیں بدعت بتانا۔

۲۔ ضاد معجمہ کو ظا پڑھنا شعار روافض ایران ہے۔

۳۔ جب ان کا مذہب پوچھئے تو محمدی بتلائیں گے یہی قول روافض کا ہے کہ مذہب اور دین کو ایک جانتے ہیں۔

۴۔ اہل سنت کو حنفی، شافعی ہونے کی وجہ سے مشرک کافر جاننا یہ عین قول روافض کا ہے۔

۵۔ سنن ماثورہ کو چھوڑ دینا یہ عین عمل شیعہ کا ہے۔

۶۔ مخالف اہل سنت کو مذاہب اربعہ سے دلیل درحقیقت جاننا عین عقیدہ شیعہ کا ہے۔

۷۔ جمع بین الصلوٰتین عین مذہب روافض کا ہے۔

۸۔ ایک حدیث جہر آمین کی لے کر قرآن کو رد کرنا یہ عین قول شیعہ کا ہے۔

۹۔ بموجب قول الحرج مدنوع عورت غیبت شوہر میں جب دیر ہو جائے جب چاہے نکاح کر لے، یہ بدلہ متعہ کا ان لوگوں نے قرار دیا ہے۔ اور مولوی عبدالحق بنارسی کا فتویٰ جواز متعہ کا میرے پاس موجود ہے۔''

(کشف الحجاب ص۲۱-۲۲)

میاں نذیر حسین کا امام ابوحنیفہؒ کو بدنام کرنے کے لئے شیعوں سے مدد لینا:

مولانا قاری عبدالرحمٰنؒ محدث پانی پتی لکھتے ہیں: ''نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے مطاعن ابوحنیفہؒ کے طلب کئے اور ہمت آپ کی بالکل طرف مطاعن آئمہ فقہاء اور تجہیلات صحابہ کے مصروف ہے۔'' (حاشیہ کشف الحجاب ص۹)

ہر انسان اپنے مخالفین کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ہم مسلک لوگوں کی حمایت حاصل کرتا ہے، تو میاں نذیر حسین جو شیعوں سے امداد لے کر ابوحنیفہؒ کی مخالفت کو مدلل کرتا ہے تو لازماً یہ ان کا ہم مسلک ہے۔ بس اس کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

قاضی شوکانی زیدی شیعہ تھا اور اس کی پارٹی نیم شیعہ:

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں ''اور اقوال شوکانی قاضی زیدیہ کے نقل کرتے ہیں۔''

(کشف الحجاب ص۱۱

اور زیدی شیعوں کو فقہ عالمگیری میں کافر لکھا ہے، دیکھئے!!

و یجب اکفار الزیدیة کلهم فی قولهم بانتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا سیدنا محمد ﷺ.

(فتاویٰ عالمگیری ص۲۸۳ ج۲)

یعنی تمام زیدی شیعوں کو کافر قرار دینا واجب ہے ان کے اس قول کی وجہ سے کہ عجم میں سے ایک نبی اٹھے گا جو ہمارے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے دین کو منسوخ کر دے گا۔

جماعت غیر مقلدین کا بانی زیدی شیعہ کا شاگرد تھا اور خود بھی شیعہ ہوگیا تھا جس کی تفصیل آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ اور زیدی شیعہ کو کافر کہنا واجب ہے۔ لہٰذا جماعت غیر مقلدین کو اہل حق میں سے کیسے کہا جا سکتا ہے؟ نہ ہی ان کو اہل سنت سمجھا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ خود اہل سنت کہلوانا پسند نہیں کرتے، ورنہ یہ اپنا نام اہل حدیث نہ رکھتے۔ اس لئے ان کو نرم سے نرم الفاظ میں شیعہ یا چھوٹے رافضی کہہ سکتے ہیں، ورنہ بقول قاری عبدالرحمٰنؒ محدث ان کا کفر شیعوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔

قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

”ان موحدوں کے اسلام میں کلام ہے، بطور تنزل کے ان کو شیعہ کہنا چاہئے کہ جمیع کیود شیعوں کے یہ استعمال کرتے ہیں، والا شیعہ ان سے ہزار درجہ بہتر ہیں، وہ پابند ایک طریقہ کے ہیں اور یہ لوگ تابع اپنے نفس کے ہیں۔“

(کشف الحجاب ص۲۵)

غیر مقلدین باتفاق علماء دہلی اہل سنت سے خارج اور اہل بدعت میں داخل ہیں:

تیرھویں رمضان ۱۲۹۸ھ اجماع و اتفاق علماء دہلی کا بعد تفتیش عقائد اس فرقہ لا مذہب کے اس بات پر ہوا کہ یہ فرقہ مانند اور اہل اہوا کے خارج مذہب اہل سنت سے ہے مانند اور اہل اہوا کے ان سے معاملہ رکھنا چاہئے۔

(کشف الحجاب ص۲۶)

منکر حقیت مذاہب اربعہ جہنمی ہے، اس کی کوئی عبادت قبول نہیں:

’’کسیکہ مذاہب اربعہ را مرجوح داند و بزعم خود حدیثے را صحیح دانستہ برخلاف مذاہب اربعہ در عمل آرد او مبتدع است و فی النار و از اہل حدیث ھم نیست وصوفیان با صفا نیز ازاں گمراہ بیزار اند و کسیکہ حقیقت مذاہب اربعہ را انکار کند و خلاف محمدیت پنداشتہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی شدن بدعت سیئہ داند و از گفتن آں نفرت نماید او از اہل آں بدعت است کہ نماز و روزہ و جہاد و غزوہ و حج صاحب آں مقبول نمی شود و بدین عقیدت او راز اہل اسلام خارج مے کند......واز چنیں کس محبت کردن واز بدعت او در گزشتن حرام شدید است۔‘‘

(تنبیہ الضالین ص ۷۰، مولانا عبدالخالق)

یعنی جو شخص مذاہب اربعہ کو مرجوح جانے اور مذاہب اربعہ کے برخلاف کسی حدیث کو بزعم خود صحیح سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرے وہ بدعتی اور جہنمی ہے وہ اہل حدیث میں سے بھی نہیں ہے اور صوفیان باصفا بھی اس گمراہ سے بیزار ہیں۔اور جو شخص مذاہب اربعہ کی حقانیت کا انکار کرے اور اسے خلاف محمدیت سمجھتے ہوئے حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہونے کو بدعت سیئہ گردانے اور اس نسبت سے نفرت کرے وہ ان اہل بدعت میں سے ہے جن کی نماز، روزہ، جہاد وغزوہ اور حج وغیرہ، کوئی عبادت قبول نہیں۔اور اس عقیدے کی وجہ سے اسے اہل اسلام سے خارج سمجھنا چاہئے۔اس سے کچھ آگے یہ عبارت بھی ہے کہ ایسے شخص سے محبت کرنا اور اس کی بدعت کو نظر انداز کرنا سخت حرام ہے۔

دجال و کذاب غیر مقلدوں سے بچ کر رہنے اور ان کے ساتھ دشمنی رکھنے کے متعلق فرمان رسول ﷺ:

’’عن ابن عمر قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال و بین یدی الدجال کذابون ثلثون او اکثر قلنا ما آیاتھم قال ان یاتوا کم بسنۃ لم تکونوا علیھا لغیروا بھا ملتکم و دینکم فاذا رایتموا ھم

فاجتنبوا هم و عادوا هم."

(رواہ الطبرانی۔نظام اسلام ص ۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واللہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ضرور بضرور قیامت سے پہلے دجال آئے گا، اور دجال سے پہلے تیس یا اس سے زائد کذاب آئیں گے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی نشانی کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے پاس ایسا طریقہ لے کر آئیں گے جو تمہارے ہاں معمول بہ نہیں ہوگا، تا کہ اس کے ذریعے تمہاری ملت اور تمہارے دین کو بدل دیں۔ پس تم ان سے بچ کر رہو اور ان سے پوری دشمنی کرو۔

دیکھئے حضرات غیر مقلد جس رفع یدین، آمین بالجہر، اور فاتحہ خلف الامام پر حنفیوں سے عمل کرانا چاہتے ہیں یہ ہمارے ہاں متعارف اور معمول نہیں اور بزبان رسول ﷺ جو لوگ غیر متعارف احادیث اور غیر معمول سنتوں کو پیش کر کے ان پر عمل کے طالب ہوں ان کو دجال، کذاب سمجھو ان سے بچ کر رہو اور ان سے دشمنی اختیار کرو۔

غیر مقلد جدید رافضی ہیں:

قاری عبدالرحمٰن صاحب محدث فرماتے ہیں:

"یہی تقریر ان روافض جدید کی ہے اس قدر فرق ہے کہ روافق قدیم، اہل بیت کے پردے میں اہل سنت کو بہکاتے ہیں، اور یہ عمل بالحدیث کے پردے میں اہل سنت کو گمراہ کرتے ہیں۔ حاصل دونوں کا کلمة حق قصد بها الباطل ہے، جیسے خارجی عمل بالقرآن کو بیچ میں لاکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دیا کرتے تھے۔"

(کشف الحجاب ص ۱۲)

غیر مقلد اصولی طور پر اہل سنت سے خارج اور شیعہ ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ اہل سنت کو چاہئے کہ ان سے (غیر مقلدوں سے) ایسا معاملہ رکھیں جیسا شیعوں سے، دینیات میں ان سے بالکل شرکت و گفتگو قطع کر دیں جیسا بطور ردو

قدح ضرورت کے وقت شیعوں کو جواب دیتے ہیں ایسا ہی ان کو بھی جواب دیں والا کچھ غرض نہ رکھیں۔ ہمارا ان کا اصول بھی جدا ہے۔''

(کشف الحجاب ص۱۳)

غیر مقلد اپنے آپ کو اہل سنت تقیہ سے کہتے ہیں:

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں: ''دیکھو یہ سب باتیں اس کید کی سید نذیر حسین او حفیظ اللہ خان صاحب و مولوی عبدالحق بنارسی پر برابر صادق ہیں، پہلے خدمت مولانا شاہ اسحٰق کی میں معتقدانہ حاضر ہوتے تھے اور اپنے تئیں پکا اہل سنت ظاہر کرتے تھے اور جب کوئی ابو حنیفہؒ پر طعن کرتا، قرآن وحدیث سے جواب دینے کا دعویٰ کرتے اور غصے کے مارے منہ میں کف آجاتا تھا تاکہ آدمی ہم کو اہل سنت حنفی مذہب متقی شاگرد میاں صاحب کا خیال کریں اور معتقد ہو جاویں۔ جب یہ اعتقاد آدمیوں کے ذہن میں جما دیا، بعد ہجرت جناب مغفورؒ کے اور اہل دہلی کے خالی ہونے کے علم سے بتدریج اپنا مذہب رواج دینا شروع کیا، پر تقیہ نہ چھوڑا اور آہستہ آہستہ عوام کو رفض کی سڑک پر ڈال دیا اور قرآن وحدیث سے عوام کا دل پھیر دیا عمل بالحدیث کے پردے میں صدہا آیات واحادیث کو رد کر دیا۔ نعوذ باللہ من ھذا۔''

(کشف الحجاب ص۱۱)

دعویٰ اہل حدیث کا مطلب برہمی دین محمدی ہے:

''ایسا ہی یہ لوگ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہیں اور مقصود ان کا برہمی دین محمدی ہے اور ترویج مذہب باطل شیعہ، جبریہ، قدریہ وغیرہ کی ہے۔ ناحق علماء اہل سنت کا نام لے کر خلق کو بہکاتے ہیں۔''

(کشف الحجاب ۲۳)

مولانا شاہ اسحٰقؒ صاحب کا فتویٰ:

محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں: ''جناب مولانا اسحٰق صاحب وعظ میں لا مذہبوں (یعنی غیر

مقلدوں) کو ضال و مضل فرماتے تھے۔یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔''

(حاشیہ کشف الحجاب ص۱۰)

علماء احناف کی خدمت میں:

حنفی بزرگوں کو مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کے اس فتوے سے سبق حاصل کرتے ہوئے غیر مقلدین کے متعلق اپنی مداہنت اور رواداری پر نظر ثانی کرنی چاہئے، کیونکہ ہم نے ان سے رواداری کر کے بہت نقصان اٹھایا ہے، حنفی بزرگ تو یہ سمجھتے رہے کہ ہمارا غیر مقلدوں سے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کا اختلاف ہے جو چنداں مضر نہیں، اور اس میں حق اور باطل والی کوئی بات نہیں، مگر یہ لوگ ہمارے عوام کو اغوا کرتے رہے اور حدیث حدیث کے واسطے دے کر انہیں حنفیت سے برگشتہ کر کے غیر مقلد بناتے رہے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر ہمارے بزرگ مداہنت سے کام نہ لیتے اور ان لوگوں پر وہی فتوے لگاتے جو علماء دہلی نے لگایا تھا، انہیں ضال مضل کہتے جیسے شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ نے کہا، انہیں برملا شیعہ کہتے جیسے قاری عبدالرحمانؒ محدث کہہ رہے ہیں، تو یہ فتنہ اپنے پنگھوڑے سے باہر قدم نہ رکھتا بلکہ یہ اپنی موت آپ مر جاتا۔

اصحاب صحاح اور دیگر محدثین سب مقلد تھے:

غیر مقلد یہ کہہ کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم محدثین کے مذہب پر ہیں، گویا محدث بھی ان کی طرح غیر مقلد تھے، حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں۔دیکھئے محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں: ''بخاریؒ مجتہد صاحب مذہب تھے، باقی مسلمؒ، ترمذیؒ، ابن ابی شیبہؒ، اور ابوداؤدؒ وغیرہ مذہب شافعی یا حنفی رکھتے تھے، ان کو مذہب اختیار کرنے سے عیب نہ لگے تم کو عیب لگ جائے۔صحابہؓ مذہب علوی و عثمانی موافق تصریح بخاری کے رکھیں، ان کو مذہب سے عیب نہ لگے تم کو عیب لگے، غرض تم محدثین کے اور فقہاء کے اور صحابہ کے سب کے مخالف ہو اور نام عمل بالحدیث کا لیتے ہو۔''

(کشف الحجاب ص۲۳)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے بھی اپنی تصنیف الحطہ فی ذکر صحاح ستہ میں تمام

اصحاب صحاح کو مقلد مانا ہے، حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب نے بھی الانصاف میں ایسے ہی لکھا ہے، اور خود طبقات شافعیہ میں انہیں شافعی قرار دیا گیا ہے۔ لہذا غیر مقلدین کا کہنا کہ ہم محدثین کے مذہب پر ہیں محض دھوکہ اور فراڈ ہے۔

اجماع امت اور قیاس کی حجیت کے غیر مقلد اور شیعہ دونوں منکر ہیں:

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصول شریعت اسلام باتفاق علماء امت چار ہیں۔

نمبر۱: کتاب اللہ نمبر۲: سنت رسول اللہ ﷺ۔

نمبر۳: اجماع امت۔ نمبر۴: قیاس شرعی۔

انہیں چاروں پر اصول وفروع کا مدار ہے، تمام اہل سنت خواہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی، ان چاروں کی حجیت کو تسلیم کرتے ہیں، اور جو ان چاروں کو حجت نہ مانے اس کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن غیر مقلد ٹولہ ان میں سے پہلے دو کے ماننے کا تو دعویٰ کرتا ہے مگر دوسرے دونوں کا انکار کرتا ہے، یہ اجماع امت اور قیاس شرعی کو نہیں مانتے محض اس وجہ سے ان کا آدھا اسلام تو رخصت ہوا۔ باقی آدھا جس کا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر مدار ہے اس کو اپنی مرضی سے مانتے ہیں یعنی آیت کی تفسیر اور حدیث کی تشریح میں یہ علماء سلف کے پابند نہیں۔ ان کے ہاں اس کے وہ معنیٰ ومفہوم معتبر ہے جو ان کی اپنی سمجھ میں آجائے۔ خواہ وہ اجماع امت کے خلاف ہو، فقہاء ومحدثین کے خلاف ہو ان کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ لہذا کتاب وسنت کو ماننا بھی ان کا برائے نام ہے، یہ بھی کوئی ماننا ہے جو تفسیر بالرائے کے زمرے میں آتا ہو۔ ساری امت کہتی کہ آیت **واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون** نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے، مگر یہ بضد ہیں کہ یہ خطبے کے متعلق ہے۔

ساری امت متفق ہے کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور بیوی اس سے مغلظ ہوجاتی ہے، اس کے بعد **فلا تحل له من بعده حتىٰ تنكح زوجا غيره**. کا حکم اس پر لازم آتا ہے، مگر یہ کہتے ہیں کہ ایک مجلس کی دی ہوئی طلاقیں خواہ سو ہوں، وہ ایک ہی بنتی

ہےاس سے بیوی مغلظہ نہیں ہوتی بلکہ خاوند کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے۔اور خدا نا ترس لوگ ایسے کیس میں بیوی کو واپس کرا دیتے ہیں۔ وہ ساری عمر زنا کراتی اور ولدالزنا جنم دیتی ہے۔جس کا وبال اس پر کم اوران غلط کار مفتریوں پر زیادہ ہوتا ہے،جنہوں نے اپنے غلط فتوے کی آڑ میں اس کو زنا کا موقع فراہم کیا ہے۔تو یہ قرآن وحدیث کو ماننا نہیں،اس کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنا ہے۔جس کو اسلام نہیں کہہ سکتے، بلکہ یہ تو اسلام کے ساتھ مذاق ہے۔

اب اجماع وقیاس کو نہ ماننے کا شیعہ وغیر مقلد توافق ملاحظہ فرمائیں:

خلفائے ثلاثہ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافتیں امت سے ثابت ہیں مگر شیعہ ان کو نہیں مانتے تو وہ اجماع امت کے منکر ہوئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب بیس تراویح رائج کیں، مجلس واحد میں تین طلاقوں کو تین قرار دیا اور نکاح متعہ کی حرمت کا اعلان کیا تو کسی صحابی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، یہ تینوں مسئلے صحابہ کے اجماع سے ثابت ہوئے، پھر ان تینوں مسئلوں کو نہ شیعوں نے مانا اور نہ ہی غیر مقلدین نے ،تو اس طرح یہ دونوں فریق اجماع امت کے منکر ہوئے۔اور اجماع امت تیسرا اصول اسلام ہے تو اس کے انکار کی وجہ سے ہم شیعوں کو تو کافر کہتے ہیں،مگر ابھی غیر مقلدوں کو نہیں، کیونکہ ان کا انکار ابھی کھل کر علماء کے سامنے نہیں آیا،اور نہ ہی یہ عوام کے علم میں ہے،اس لئے فی الحال ان کے کفر کا فتویٰ نہ دینا،ایک احتیاط ہے۔لیکن اگر ان کی منہ زوری اور بے لگامی کا یہی حال رہا اور یہ اکابر اسلاف کرام کی گستاخی بے ادبی تحقیر میں بڑھتے ہی گئے اور اسلام کے مسلمہ اصولوں سے انحراف پر پختہ ہوتے چلے گئے تو پھر وہ وقت بھی آجائے گا کہ یہ اسی مقام پر کھڑے ہوں گے جس مقام پر حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ کی کوششوں سے آج شیعہ کھڑے ہیں،قدرت ان کے لئے بھی کسی حق نواز کو کھڑا کردے گی۔

قیاس شرعی کے انکار میں غیر مقلد اور شیعہ دونوں متفق ہیں:

علامہ ابن تیمیہؒ اپنی بے نظیر کتاب منہاج السنۃ میں روافض کا درج ذیل اعتراض نقل کرتے ہیں،جس کو غیر مقلدین بڑے فخر سے اچھالتے ہیں کہ

"قال الرافضی و ذهب الجميع منهم الی القول بالقياس و الاخذ بالرای فادخلوا فی دين الله ما ليس منه و حرفوا احكام الشريعة و اتخذوا مذاهب اربعة لم تكن فی ذمن النبیﷺ...... قالوا ان اول من قاس ابليس."

(منہاج السنۃ ص ۸۹ ج ۱)

یعنی رافضی کہتا ہے کہ سارے اہل سنت والجماعت قیاس اور عمل بالرائے کے قائل ہیں اور اس کے عامل ہیں، انہوں نے خدا تعالیٰ کے دین میں ایسی چیز داخل کر دی ہے جو اس میں سے نہیں ہے۔ اور انہوں نے احکام شریعت کو بدل دیا ہے اور چار مذاہب بنا رکھے ہیں، جو نہ حضورﷺ کے زمانہ میں تھے اور نہ صحابہ کرام کے دور میں۔ حالانکہ صحابہ کرام نے ترک قیاس کی تاکید کی ہے اور یہ کہا ہے کہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔

بعینہ یہی اعتراض غیر مقلد احناف پر کرتے ہیں، حتیٰ کہ اگر قالوا کا فاعل الروافض کی بجائے غیر مقلدین کو فرض کر لیا جائے تو ہو بہو درست ہے، غیر مقلدوں کو قیاس کی حجیت سے بھی انکار ہے۔ جو اصول اسلام میں سے اور چار مذاہب پر بھی اعتراض ہے کہ یہ مذاہب بدعت ہیں، غیر مقلدوں کو تقلید آئمہ پر بھی اعتراض ہے کہ یہ شرک و کفر ہے۔ دیکھئے بڑے چھوٹے بھائی آپس میں کتنے مشابہ ہیں۔

شیعہ کے اعتراض کی تفصیل:

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب شیعوں کے اس اعتراض کو نقل کر کے اس کا دندان شکن جواب بھی دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ شیعوں کا پچاسواں مکر و فریب یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ کے مذاہب پر کیوں عمل کرتے ہیں؟

(تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۰۹)

اعتراض بعینہ غیر مقلدوں کا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے

دین حق را چار مذہب ساختند
رخنہ در دین نبی انداختند

اس سے قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ غیر مقلدوں نے یہ اعتراضات شیعوں سے لئے ہیں جو اپنی طرف سے پیش کر کے بڑے تیس مار خان بنتے ہیں، لیکن یہ جرأت نہیں کہ اپنے بڑوں کا نام لیتے جن سے یہ اعتراض لے کر اہل سنت والجماعت بالخصوص احناف کو کافر و مشرک بناتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کا جواب:

''(مذہب اور شریعت کی تمیز) جواب ایں کید ایں کہ نبی صاحب شریعت است نہ صاحب مذہب زیرا کہ مذہب نام راہے است کہ بعض امتیاں را در فہم شریعت کشادہ شود و بعض خود چند قواعد مقرر کنند کہ موافق آں قواعد استنباط مسائل شریعہ از ماخذ آں نمایند ولھذا محتمل صواب وخطا مے باشد ولھذا مذہب را بسوئے خدا و جبرائیل و دیگر ملائکہ نسبت کردن کمال بے خروے است۔''

(تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۰۹)

''یعنی اس مکر کا جواب یہ ہے کہ نبی صاحب شریعت ہوتا ہے نہ کہ صاحب مذہب کیونکہ مذہب تو اس راہ کا نام ہے جو فہم شریعت کے سلسلے میں بعض امتیوں پر کھولی جاتی ہے۔ اور پھر وہ اپنی عقل و خرد سے چند قواعد مقرر کرتے ہیں ان قواعد کے مطابق شرعی مسائل ان کے ماخذ (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) سے نکالے جاتے ہیں۔ اسی لئے مسائل نکالنے میں خطا و ثواب دونوں کا احتمال ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ، جبرائیل، ملائکہ، وانبیاء علیھم السلام کی طرف مذہب کی نسبت کرنا نہایت بے وقوفی ہے (اللہ اور اس کے رسول کا دین کہا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا مذہب نہیں کہا کرتے، یوں کہنا کہ اللہ اور رسول کا مذہب یہ ہے، صریح حماقت اور سخت جہالت ہے)۔

یہی حماقت غیر مقلد کر رہے ہیں کہ دین و مذہب کو ایک چیز سمجھ کر لوگوں کو ورغلاتے ہیں کہ خدا اور رسول کا مذہب تو ایک تھا، مگر ان مقلدوں نے چار مذہب بنا لئے ہیں، ہم پھر اس کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ عوام بے چارے دین و مذہب کے فرق کو کیا سمجھیں وہ ان کے چکر میں آجاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دین تو سب مقلدین کا اب بھی ایک ہے، لیکن مذاہب مختلف ہیں، جیسے چار

شخصوں کی منزل تو ایک ہو لیکن وہ چاروں مختلف راستوں سے اس منزل تک پہنچیں۔کوئی مشرق سے،کوئی مغرب سے،کوئی شمال سے،کوئی جنوب سے۔جیسے خانہ کعبہ اور مسجد حرام میں آنے کے لئے کوئی باب السلام سے آئے یا باب عبدالعزیز سے،کوئی باب صفا سے آئے یا باب عمرہ سے،وہ بہر حال مسجد حرام میں پہنچ جائے گا۔مذہب کا معنی راستہ ہے اور راستے کئی ہو سکتے ہیں،مگر منزل ایک ہی ہوتی ہے۔اب دین و شریعت کے معروف راستے یہی چار ہیں۔حنفی،شافعی،مالکی اور حنبلی ان کو تو موٹروے کہنا چاہیئے۔ان کے علاوہ جو اور لوگوں نے راستے بنائے ہیں یا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ غیر معروف برانچیں ہیں، ان کے ذریعے منزل تک پہنچنا یقینی نہیں۔ وہ راہیں خطرناک اور پر صعوبت ہیں،اور دانش مندوں نے کہا ہے

ے برو راہ راست گرچہ دور است

اسی لئے سلامتی اور منزل تک یقینی رسائی کا تقاضا یہی ہے کہ انہی معروف شاہراہوں پر چلا جائے جن پر چل کے اکابر ملت منزل پر پہنچے ہیں اور غیر مقلدین کی بنائی ہوئی برانچوں اور پگڈنڈیوں میں اپنی عمر عزیز ضائع نہ کی جائے۔

غیر مقلدین علامات قیامت میں سے ہیں:

''امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہو جائیں گی تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی،ان میں سے چودھویں خصلت یہ ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔''

(ترمذی ج ۲ ص ۴۴)

قارئین! ملاحظہ فرمائیں کہ اب پندرھویں صدی کے غیر مقلد کس طرح اصحاب رسول رضی اللہ عنہم تابعین عظام،اور آئمہ مجتہدین پر زبان طعن دراز کرتے ہیں یعنی صحابہ کو بدعتی کہتے ہیں۔جیسے بیس تراویح کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو،اور آذان اول کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو،کبھی فقہ و اجتہاد کی وجہ سے آئمہ مجتہدین کو کہتے ہیں کہ انہوں نے دین محمدی کے بالمقابل ایک اور ہی دین بنا

لیا ہے، اور کبھی تقلید واتباع کی وجہ سے تمام مقلدین مذاہب اربعہ کو مشرک گردانتے ہیں، جیسا کہ حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کو یہ لوگ گمراہ، مشرک اور تارک سنت کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس حدیث کا صحیح مصداق غیر مقلدین کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔ لہٰذا ہم مقلدین پر بھی لازم ہے کہ ان کو گمراہ سمجھتے ہوئے ان سے بچ کر رہیں، ان سے قطع تعلق کریں اور ان کو اپنی مساجد سے دور رکھیں، کیونکہ یہی لوگ وہ فتنہ ہیں جو قیامت کا پیش رو اور اس کا نشان ہیں۔

فقہ حنفی کی مذمت میں غیر مقلدین شیعہ کے خوشہ چین ہیں:

''ہندوستان میں فقہ حنفی کی مذمت میں سب سے پہلی کتاب ''استقصاء الافحام'' لکھی گئی ہے جو ایک متعصب شیعہ حامد حسین کستوری کی تصنیف ہے، اس کے بعد غیر مقلدین کی طرف سے جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ سب اسی کتاب کی نقالی اور شیعوں کی قے خوری ہے۔'' ہماری اس بات کی تصدیق مشہور غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

وہ لکھتے ہیں:

''امام الآئمہ امام ابوحنیفہؒ پر جو اعتراضات ومطاعن اخبار اہل الذکر میں مشتہر کیے گئے ہیں یہ سب کے سب ہذیانات بلا استثناء اکاذیب و بہتانات ہیں، جن کا ماخذ زمانہ حال کے معترضین کے لئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب ''**استصقاء الافحام** ہے''۔

(بحوالہ السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظمؒ)

اس کے بعد فقہ حنفی کی مذمت میں دوسری کتاب ''الظفر المبین'' ہے، جو ایک برائے نام مسلم ''ہری چند بن دیوان چند کھتری'' کی لکھی ہوئی ہے۔ اس سلسلہ نا مشکورہ کی تیسری کتاب جس میں فقہ کی حقیقت کم اور امام الآئمہ، فقیہ الامت، حضرت امام ابوحنیفہؒ کی توہین وتذلیل زیادہ ہے۔ یہ کتاب دجل وتلبیس اور کذب وافتراء کا شاہکار ہے، اس میں عبارتوں کی قطع وبرید ہے، حوالوں کی جعل سازی ہے اور کتب فقہ پر اعتراضات ہیں۔ یہ بہت برا توشہ آخرت ہے، جو اس کے بدنصیب مصنف نے اپنے لئے تیار کیا ہے۔

مطلق فقہ سے نفرت وانکار:

جس طرح شیعہ حضرات مطلق فقہ اہل سنت کے منکر ہیں اسی طرح غیر مقلدین بھی بلا استثناء چاروں مذاہب کی فقہ کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ فقہ کا نام آتے ہی ان کی تیوریاں چڑھ جاتی ہیں، تنفس تیز ہو جاتا ہے اور منہ سے کف آنے لگتی ہے۔ حالانکہ مطلق فقہ کا حکم قرآن پاک نے دیا ہے اور مطلق فقہ کی فضیلت حدیث رسول ﷺ نے بیان کی ہے دیکھئے قرآن پاک کا کہنا ہے

"فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين."

کہ کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت جو دین کی فقہ حاصل کرتی؟ اور حدیث رسول ﷺ میں ہے، من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين. یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسے تفقہ فی الدین کی دولت سے نوازتے ہیں۔

جس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ شر کا ارادہ رکھتے ہیں اسے فقہ کی دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔ جیسے غیر مقلدین فقہ کی دشمنی اختیار کر کے اس دولت عظمیٰ اور نعمت عالیہ سے محروم ہیں اور جو خوش قسمت افراد اس نعمت سے مالا مال ہیں، جیسے فقہاء امت اور مجتہدین ملت یا ان کے خوش نصیب مقلدین یہ لوگ ان کے نام سے جلتے ہیں اور ان کی خداداد شہرت سے انگاروں پر لوٹتے ہیں۔ فقہ واجتہاد میں ان کی سعی مشکور کو نیست ونابود کرنے کے مواقع کی تلاش میں ہیں۔ ان کا بس چلے تو فقہ کا تمام دفتر غرق مئے ناب کر دیں۔ مگر خداوند تعالیٰ گنجے کو کبھی ناخن نہیں دے گا۔ مطلق فقہ اور بالخصوص فقہ حنفی کا آفتاب نصف النہار پر سدا چمکتا دمکتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ) ان چمگادڑوں کی آنکھیں اس کو دیکھ دیکھ کر خیرہ ہو جائیں گی، مگر یہ فقہ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسے دنیا بھر کے کفار قرآن پاک کو مٹا دینے پر تلے ہوئے ہیں، مگر وہ قرآن پاک کا ایک شوشہ بھی تبدیل نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی قرآن پاک کی کسی زیر زبر کو مٹا سکیں گے۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ساری امت کو گمراہ کہنے والا خود کافر ہے:

واضح ہو کہ امت محمدیہ نام ہے اہل سنت والجماعت کا، جو مذاہب اربعہ میں منقسم ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ان چاروں کو شیعہ بھی کافر کہتے ہیں اور غیر مقلدین بھی ان کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ سارے مشرک ہیں تو مسلمان کیا اس شرذمۂ قلیلہ اور گروہ آوارہ کا نام ہے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے؟ کیا روز محشر امتیوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفحوں میں سے امت محمدیہ کی اسّی (۸۰) ان غیر مقلدوں سے بنے گی جو تعداد میں شیعوں سے بھی کم ہیں۔ اگر ان کی صف بنائی جائے تو لاہور سے لے کر مرید کے تک ختم ہو جائے گی۔ حق یہ ہے کہ ناجی صرف اہل سنت والجماعت ہیں، جو دنیا کے آخری کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور واضح رہے کہ قرون اولیٰ کے اہل حدیث خود اہل سنت میں شامل تھے، موجودہ اہل حدیثوں کو ان اہل حدیثوں سے کوئی نسبت نہیں۔ وہ ایک علمی طبقہ تھا جس کا کام الفاظ حدیث کی خدمت کرنا اور سند حدیث کو محفوظ کرنا تھا، ان میں سے کوئی بھی جاہل نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ کم از کم ایک ایک لاکھ حدیث کے حافظ ہوتے تھے۔ اور وہ کسی ایک فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ حنفی بھی تھے اور شافعی بھی، وہ مالکی بھی تھے اور حنبلی بھی۔ ان مومنین صادقین اہل السنّت والجماعت کو جو گمراہ کہتا اور مشرک قرار دیتا ہے وہ خود گمراہ اور کافر ہے، جیسا کہ حضرت قاضی عیاضؒ نے اپنی بے مثال تصنیف الشفاء میں لکھا ہے آپ فرماتے ہیں:

”و نقطع بتکفیر کل قائل قال قولاً یتوصل به الیٰ تضلیل الامة و تکفیر جمیع الصحابة .“

(کتاب الشفاء ج ۲ ص ۲۸۶)

یعنی ہم اس شخص کے کفر کے بالیقین قائل ہیں جو ایسا قول کہتا ہے جس سے امت کی تضلیل اور جمیع صحابہ کی تکفیر لازم آتی ہو۔

اس عبارت کے پہلے حصے کے مصداق غیر مقلد ہیں اور دوسرے کے شیعہ، کیونکہ شیعہ

تمام صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور غیر مقلدین جمیع مقلدین آئمہ اربعہ کو مشرک بتاتے ہیں۔
وحیدالزمان شیخین کی فضیلت کا بھی قائل نہیں:

وہ لکھتا ہے:" **والامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابو بکر ؓ ثم عمر ؓ ثم عثمان ؓ ثم علی ؓ ثم الحسن ؓ بن علی ؓ ولا ندری ایهم افضل عندالله**".

(نزل الابرار ص ۷ ج ۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد امام برحق ابوبکر ؓ ہیں، پھر عمر ؓ، پھر عثمان ؓ، پھر علی ؓ، پھر حسن بن علی ؓ ہیں، لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ ان میں سے عنداللہ افضل کون ہے"۔
جبکہ اہل سنت والجماعت کے تمام فرقوں کے ہاں حضرات شیخین تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر ان میں سے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ حضرت عمر ؓ سے بھی افضل ہیں۔ گویا افضل الخلائق بعد الانبیاء اہل سنت والجماعت کے نزدیک ابوبکر ؓ ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ ؒ نے فضیلت شیخین ومحبت ختنین اور مسح علی الخفین کو اہل سنت کا شعار بتلایا ہے۔ مولوی وحیدالزمان کے نزدیک حجت کتاب وسنت کی بجائے کتاب وعترت ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

" **هم القائمون علی وصیة النبی ﷺ متمسکون بالکتاب والعترة**".

(نزل الابرار؛ ج ۱ ص ۷)

یعنی اہل حدیث ہی وصیت نبوی پر قائم ہیں اور کتاب وعترت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ بعینہ شیعوں کا موقف ہے کہ ان کے نزدیک کتاب وسنت کوئی چیز نہیں، اصل چیز کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ ﷺ ہے۔ انہیں سے تمسک پر وہ زور دیتے ہیں، ہماری حدیث وسنت کو تو وہ مانتے ہی نہیں اور ان کی حدیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی نہیں۔ وہ آئمہ اطہار پر ہی ختم ہو جاتی ہے

مولوی وحیدالزمان نے پانچ صحابہ کو فاسق لکھا ہے:

چنانچہ وہ نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴ کے حاشیہ پر لکھتا ہے:

" **و منه تعلم ان من الصحابة من هو فاسق کالولید ؓ و مثله یقال فی**

حق معاویۃؓ و عمروؓ و مغیرۃؓ و سمرۃؓ "۔

یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے جو فاسق تھے، جیسے ولید بن عقبہؓ ایسے ہی کہا جاتا ہے معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، اور سمرہ بن جندبؓ کے متعلق۔

تو یہ پانچوں اس کے نزدیک فاسق وفاجر ہیں۔ جبکہ اہل سنت کے ہاں **الصحابة كلهم عدول** کا کلیہ مسلم ہے، یعنی تمام صحابہ عادل اور پرہیزگار ہیں۔ جیسا کہ آیت قرآنی گواہ ہے:

"ولكن الله حبب اليكم الايمان و زينه فى قلوبكم و كره اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئک هم الراشدون٥ "

(سورۃ حجرات)

"لیکن اللہ تعالیٰ نے (اے صحابہؓ) تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کردیا ہے یہی لوگ راشدوں کی جماعت ہے"۔

یعنی یہی لوگ (صحابہ کرامؓ) ہدایت یافتہ اور عادل متقی ہیں۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کوئی بھی اہل سنت کسی بھی صحابی کے فسق کا قائل نہیں، یہ غیر مقلد ہی ہیں جن کو شیعہ کی آب چڑھی ہوئی ہے کہ بے دھڑک ایسے عظیم القدر صحابہ کو فاسق کہہ دیتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اگر صحابہ بھی فاسق ہو سکتے ہیں تو پھر ہم لوگوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ ہمارے لئے پھر فسق کچھ بھی معیوب نہیں ہوگا۔

وحیدالزمان کی امیر معاویہؓ سے دشمنی:

ترجمہ بخاری شریف ص ۹۰ ج ۵ پر حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں لکھتا ہے،

"صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے حق میں کچھ کہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی الفت اور محبت نہ تھی۔ ان کا باپ ابو سفیان ساری عمر آنحضرت ﷺ سے لڑتا رہا، یہ خود حضرت علیؓ سے لڑے، ان کے بیٹے ناخلف

یزید پلید نے تو غضب ڈھایا امیر المؤمنین امام حسین علیہ السلام کو مع اکثر اہل بیت کے بڑے ظلم اور ستم کے ساتھ شہید کرادیا۔''

ایسے ترجمہ بخاری جلد ج ۶ ص ۶۱ پر رقم طراز ہے:

''ابوسفیان زندگی بھر آنحضرت ﷺ سے لڑتے رہے، ان کے فرزند ارجمند معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا، ہزاروں مسلمانوں کا خون گرایا، قیامت تک اسلام میں جو ضعف آ گیا یہ انہیں (معاویہ) کا طفیل تھا۔''

نیز لکھتا ہے:

''ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارہ نہیں کرے گا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف اور توصیف کرے، البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ صحابہ سے سکوت کرتے ہیں، اس لئے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے، مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثلاً حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے''۔

(لغات الحدیث مادہ عز)

ہم ''اللہ محفوظ رکھے'' وحید الزمان کی دعا پر آمین کہتے ہیں لیکن امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ اور حضرت کہنے سے نہیں بلکہ غیر مقلدی سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو غیر مقلدیت سے محفوظ رکھے کیونکہ غیر مقلد ہو کر آدمی صحابہ، آئمہ اور اسلاف کرام کا گستاخ اور بے ادب ہو جاتا ہے۔ وہ خود تو صحابہ کا ادب نہیں کر سکتا لیکن ادب کرنے والوں کو بھی روکتا ہے۔ کہ صحابہ کو حضرت اور رضی اللہ عنہ نہ کہنا۔ نعوذ باللہ من العمیٰ بعد الھدیٰ۔

وحید الزمان ہرگز اہل سنت نہیں ہوسکتا:

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق لکھ کر اور حضرت و رضی اللہ عنہ، کے القاب سے محروم کر کے بھی یہ اپنے آپ کو اہل سنت سمجھتے ہیں۔ سب کچھ ہوسکتا ہے مگر یہ بے لگام شخص اہل سنت نہیں ہوسکتا۔ جس کے دل میں ایک عظیم صحابی، کاتب وحی، مسلمانوں کے خالو، اور رسول اللہ ﷺ

کے برادر نسبتی کے متعلق اتنا بغض اور کینہ بھرا ہوا ہو کہ وہ اس کے لئے تعظیمی الفاظ تک کو نا جائز سمجھتا ہو۔ تفو بر تفوائے چرخ گردان تفو۔

غیر مقلدوں کا مایہ ناز مصنف و محدث علامہ وحید الزمان اقراری شیعہ ہے:

وحید الزمان، بخاری شریف کے ترجمہ ج ۶ ص ۱۹۳ پر سورت حجر کی آیت، صراط علی مستقیم کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتا ہے:

"اسی سے ہے شیعہ علی یعنی حضرت علی اور ان کے دوست اور ان سے محبت رکھنے والے۔ یا اللہ! قیامت کے دن ہمارا حشر شیعہ علی میں کر اور زندگی بھر ہم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سب اہل بیت کی محبت پر قائم رکھ"۔ نیز نزل الابرار ج ا ص ۷ پر لکھتا ہے۔"اہل الحدیث شیعہ علی رضی اللہ عنہ" کہ اہل حدیث علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ ہیں۔

قارئین کرام! اس قدر واضح بیان کے بعد بھی کیا موصوف کے شیعہ اور رافضی ہونے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟ بعض تقیہ باز غیر مقلد، سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کہ کہتے ہیں کہ ہم اسے نہیں مانتے، حالانکہ اسی وحید الزمان کی کتابیں، ان کے ہر گھر اور مسجد کی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ یقین نہ آئے تو جا کر دیکھ لیں۔

وحید الزمان کے نزدیک متعہ حلال قطعی ہے:

وہ کہتا ہے:

"و كذالک بعض اصحابنا فی نكاح المتعة فجوزوها الا و نرىٰ كان ثابتاً جائزاً فی الشريعة كما ذكره الله فی كتابه فما استمتعتم به منهن و آتوهن اجورهن و قرأة ابی بن كعب و ابن مسعود فماستمتعتم به منهن الى اجل مسمى يدل صراحة على اباحته فالاباحة قطعية لكونه قد وقع الاجماع عليه و التحريم ظنی." (نزل الابرار: ج ۲ ص ۳۳)

"اور ایسے ہی ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہ شریعت

میں ثابت اور جائز تھا جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ، ان میں سے تم جس سے متعہ کرو گے تو اسے اس کی مزدوری ہی دے دیا کرو۔ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں **الی اجل مسمی** کی زیادتی ہے، جو صراحتاً جواز کی دلیل ہے۔ یعنی جس سے تم مدت مقررہ تک کے لئے متعہ کرو۔ پس اباحت اور جواز قطعی ہے اس لئے کہ اباحت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور جہاں تک حرمت کا تعلق ہے تو وہ ظنی ہے اور اس عبارت میں وحید الزمان نے متعہ کو صرف جائز ہی نہیں کہا ہے، بلکہ اس کے جواز کے لئے قرآنی اور اجماعی ٹھوس دلائل بھی مہیا کر دیئے ہیں جو شاید شیعوں کو بھی نہ سوجھے ہوں۔

ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

پتا نہیں نام نہاد اہل حدیث اپنے اسی محبوب مصنف و محدث کے قطعی فتوے پر عمل کر کے اس کا ثواب عظیم حاصل کرتے اور اپنے علامہ کو اس کا ایصال ثواب پہنچاتے ہیں یا ظنی باتوں پر عمل کر کے اس ثواب عظیم سے محروم رہتے ہیں۔ غیر مقلدوں کی آبادی چونکہ بہت کم ہے اس لئے انہیں اس فتوے کی آڑ میں اپنی نفری بڑھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔

وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی کے ص ۱۱۲ پر بھی متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں **باختیار قول اھل مکۃ فی المتعۃ** یعنی متعہ کے بارے میں اہل مکہ کے قول جواز کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وحید الزمان اہل تقلید کی مخالفت اور اہل تشیع کی موافقت پر بڑا فخر کرتا ہے:

لکھتا ہے:

" ولا یجوز تقلید المجتھد المیت و حکیٰ بعضھم الاجماع علیه و قیل یجوز و رجحه الشیخ ابن القیم لان القول لا یموت و تقلید السلف لاقوال الصحابة والتابعین تدل علی جوازہ و قال ابن مسعود ص من کان متبعاً فلیستن بمن قدمات و خالفتنا فیه المقلد و وافقنا فیه امامیة ". (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۱۲)

یعنی فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں اور بعضوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جائز ہے، اور شیخ ابن قیمؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ قول تو نہیں مرتا اور سلف صالحین نے جو اقوال صحابہ وتابعین کی تقلید کی ہے وہ اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے جو کسی کی اتباع کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ فوت شدہ لوگوں کی اتباع کرے، اس بارے میں مقلدین نے ہماری مخالفت کی ہے اور فرقہ امامیہ ہمارے موافق ہے۔''

دیکھئے! حرمت تقلید میں فرقہ امامیہ کی موافقت پر وحید الزمان کتنا خوش ہوتا اور فخر کرتا ہے۔

یہ بیں کہ از کہ گستی وبا کہ پیوستی

دیکھ تو لے تو نے کس سے توڑی اور کس سے جوڑی؟

وحید الزمان شیعوں کی طرح پاؤں کے مسح کا قائل تھا:

وہ کہتا ہے:

'' قال ابن جرير من اصحابنا يتخير المتوضى ان يغسل رجليه او يمسح عليها لان ظاهر الكتاب ينطق بالمسح ولكن الصحابة اتفقوا على الغسل الا ما روى عن ابن عباسؓ و حكى عنه الرجوع و يحكى من الشيخ ابن عربى جواز مسح الرجلين فى الوضوء و هو المنقول عن عكرمة ووجدنا فى كتب الزيدية والامامية الروايات المتواترة عن آئمة اهل البيت رضى الله عنهم تشعر بجواز المسح''.

(نزل الابرار ج ۱ ص ۱۳)

یعنی ہمارے اصحاب میں سے ابن جریر نے کہا ہے کہ وضو کرنے والے کو اختیار ہے چاہے وہ پاؤں دھوئے چاہے وہ ان پر مسح کرلے۔ اس لئے کہ کتاب اللہ ظاہر مسح ہی کو بیان کرتی ہے، لیکن صحابہ کرام دھونے پر متفق ہیں، مگر جو ابن عباسؓ سے ایک روایت ہے جس سے ان کا رجوع بھی منقول ہے، شیخ ابن عربیؒ سے بھی پاؤں کے مسح کا جواز نقل کیا گیا ہے، اور یہی حضرت

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی اور ہم نے زیدی اور امامی شیعوں کی کتابوں میں آئمہ اہل بیت کی متواتر روایات پائی ہیں جو مسح کے جواز کو ثابت کرتی ہیں۔‘‘

اس اقتباس میں وحید الزمان نے پاؤں کے مسح کا جواز ہی نقل نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف غسل رجلین پر صحابہ کا اجماع بھی نقل کیا ہے، تعجب ہے یہ پھر بھی مسح کے جواز کا قائل ہے اور اپنی تائید میں صحابہ اور اہل سنت کے آئمہ کو چھوڑ کر شیعوں کے اماموں سے متواتر روایات بیان کرتا ہے تو کیا یہ اس کے شیعہ ہونے کی اٹل دلیل نہیں ہے؟ کہ جن شیعی روایات کی اسے تردید کرنی چاہئے تھی وہ بڑے فخر سے اپنی تائید میں نقل کرتا ہے۔

حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہیں:

وحید الزمان لکھتا ہے کہ اگر حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا جائے تو کوئی حرج نہیں ان کے الفاظ یہ ہیں:

”ولو زاد بعد الحيعلتين حی علی خير العمل فلا بأس به“.

(نزل الابرار ج ا ص ۵۹)

یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا جائے۔

مہربان من! حرج کیوں نہیں یہ حی علی خیر العمل شیعوں کی آذان کا شعار ہے پھر وہ اہل حدیث کی آذان میں کیوں ہے؟ اور اگر اسے بے کھٹک لانا ہی ہے تو پھر اہل حدیث کہلوانے کا تکلف کیوں؟ صاف صاف اہل تشیع کہلوائیں۔

تھوڑے پانی کے ناپاک نہ ہونے میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت:

وحید الزمان نے لکھا ہے: لا يفسد ماء البئر ولو كان صغيراً والماء فيه قليلاً بوقوع النجاسة.

(نزل الابرار ج ا ص ۳۱)

یعنی کنویں کا پانی نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا خواہ کنواں چھوٹا ہو اور پانی بھی اس میں کم ہو۔

ادھر شیعہ کہتے ہیں:

" فان وقع فی البئر زمبیل من عذرة رطبة او یابسة او زمبیل من سرقین فلا بأس بالوضوء منها ولا ینزح منها شیء".

یعنی کنویں میں پاخانے کی بھری ہوئی زنبیل گر گئی خواہ نجاست تر ہو یا خشک، یا گوبر والی زنبیل گر گئی تو کوئی حرج نہیں، اس سے وضو کر سکتے ہیں اور اس میں سے پانی نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(من لا یحضرہ الفقیه ص ۵)

دیکھئے کنواں کسی کے نزدیک بھی پلید نہیں ہوا، نہ شیعوں کے ہاں نہ غیر مقلدوں کے ہاں۔ نیز حدیث قلتین جو ہمارے نزدیک ضعیف قریب الموضوع ہے۔ اس کی وجہ سے غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو کسی صورت میں پلید نہیں ہو سکتا اگر ایک گھڑا پانی کا ہو دوسرا پیشاب کا، ان دونوں کو ملا لیں تو وہ قلتین ہونے کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوگا۔ اور شیعہ کہتے ہیں، ایک پرنالہ پانی کا ہو دوسرا پیشاب کا ان کا پانی ملنے کے بعد کسی کے کپڑوں کو لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دیکھئے فروع کافی ج ۱ ص ۷۔ یہ امام جعفر صادقؒ کا فرمان ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

اساس کے ساتھ زنا کی وجہ سے بیوی کے حرام نہ ہونے پر شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت:

شیعہ کہتے ہیں:

" عن ابی جعفر علیه السلام وانه قال فی رجل زنا بام امرأته او بابنتها او باختها فقال لا یحرم ذالک علیه امرأته".

(فروع کافی ج ۲ ص ۱۷۴)

یعنی حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی ساس یا اس کی

پچھ لگ بیٹی یا اپنی سالی سے زنا کیا تو اس سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی غیر مقلد کہتے ہیں:

" وکذالک لو جامع ام امرأته لا تحرم علیه امرأته ."

(نزل الابرار ج ۲ ص ۲۸)

یعنی ایسے ہی ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی ماں سے جماع کیا تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوتی۔

مشت زنی کے جواز میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت:

شیعہ کہتے ہیں:

" عن ابی عبدالله علیه السلام سألته عن الدلک قال ناکح نفسه لا شیء علیه.

(فروع کافی ج ۲ ص ۲۳۴)

یعنی امام جعفر صادقؒ سے مشت زنی سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے وجود سے فعل کرتا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ غیر مقلد کہتے ہیں:

" وبالجملة استنزال المنی بکف یا چیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح است لا سیما چوں فاعل ناشی از وقوع فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازی است باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاہے گاہے واجب گردد" ...... " بعض اہل فہم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند۔"

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

یعنی ہاتھ سے منی نکالنا یا جمادات میں سے کسی چیز کے ساتھ رگڑ کر جبکہ اس کا تقاضا ہو بالکل مباح ہے، بالخصوص جبکہ فاعل کو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو جس کی کم از کم حد نظر بازی ہے تو ایسے وقت میں مستحب ہے بلکہ کبھی تو واجب ہو جاتی ہے۔ جس وقت کہ اس کے سوا گناہ سے بچنا ناممکن ہو...... بعض اہل فن نے اس کا ارتکاب صحابہ سے بھی نقل کیا ہے جبکہ وہ اپنے اہل سے دور ہوتے تھے، ناظرین غور کریں کہ شیعوں نے تو اس فعل قبیح کو صرف مباح کہا تھا مگر غیر مقلدوں نے

اسے نہ صرف واجب کا درجہ دے دیا بلکہ اسے سنت صحابہ کے طور پر ثابت کرنے کی سعی نا مشکور بھی کی ہے۔

خنزیر کے اجزاء کی پاکی میں شیعوں اور غیر مقلدوں کا توافق:

شیعہ کہتے ہیں:

"عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سألته من الحبل یکون من شعر الخنزیر یستسقیٰ به الماء من البئر هل یتوضأ من ذالک الماء قال لابأس به."

(فروع کافی ج ۲ص۱۰۳جز۲)

زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ خنزیر کے بالوں کی رسی سے کنویں میں سے پانی نکالیں تو اس سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں۔

قال والشعر والصوف کله ذکی۔ آپ نے فرمایا اس کے بال اور اون سب پاک ہیں۔

غیر مقلد کہتے ہیں:

"وشعر المیتة والخنزیر طاهر وکذا عظمها و عصبها و حافرها و قرنها."

(نزل الابرار؛ ج۱ص۳۰)

یعنی مردار کے بال اور خنزیر کے بال پاک ہیں اور ایسے ہی ان کی ہڈیاں اور ان کا پٹھا اور اوران کے کھر اوران کے سینگ پاک ہیں۔

جمع بین الصلوٰۃ تین میں شیعوں سے موافقت:

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی جمع تقدیم اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی جمع تاخیر بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے کہیں بھی بلا عذر شرعی جمع نہیں فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"عن عبداللہ کان رسول اللہ ﷺ یصلی الصلوٰۃ لوقتها الا بجمع

وعرفات."

(نسائی ج۲ص۳۶)

"یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھا کرتے تھے سوائے مزدلفہ اور عرفات کے، نیز مسلم شریف (ج ا ص ۴۱۷) میں بھی یہی بات قدرے تفصیل سے کہی گئی ہے۔ کہ مزدلفہ میں آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔ اب دیکھئے غیر مقلد اور شیعہ دونوں اس کے برخلاف کیا کہتے ہیں۔ کہ بغیر کسی عذر کے گھر میں بھی جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ غیر مقلدوں کے علامہ وحید الزمان ہدیۃ المہدی میں فرماتے ہیں۔

" الجمع بين الصلوتين من غير عذر ولا سفر و لا مطر جائز عند اهل الحديث و التفريق افضل و اشترط بعضهم ان لا يتخذوه عادة ورواه امامية في كتبهم عن العترة الطاهرة".

(ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۰۹)

یعنی اہل حدیث کے نزدیک بغیر کسی عذر، بغیر کسی سفر، بغیر کسی بارش کے بھی، دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ اور تفریق افضل ہے، اور بعضوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ لوگ اسے عادت نہ بنا لیں اور جمع بین الصلوٰتین کو امامیہ نے اپنی کتابوں میں آل پاک سے روایت کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے!

یہاں غیر مقلد مصنف شیعہ اماموں کو اپنی تائید میں پیش کر رہا ہے تو پھر یہ اہل سنت کی بجائے شیعوں کے زیادہ قریب نہیں تو اور کیا ہے؟

نماز جنازہ جہراً پڑھنے میں غیر مقلدوں اور شیعوں کی موافقت:

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک نماز جنازہ چونکہ دعا ہی کی

ایک صورت ہے، اور دعا کو آہستہ پڑھنے کا حکم قرآن پاک نے دیا ہے، اس لئے بالاجماع جنازہ کی دعائیں آہستہ پڑھنی چاہئیں، جیسا کہ قاضی شوکانی غیر مقلد نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

" مذهب الجمهور الى انه لا يستحب الجهر فى صلوٰة الجنازة و تمسكوا بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ المتقدم لم اقرأ اى جهراً الا لتعلموا انه سنة وبقوله فى حديث ابى امامة سراً فى نفسه."

(نیل الاوطار ج ۴ ص ٦٦)

یعنی جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز جنازہ میں جہراً پڑھنا مستحب نہیں۔ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے جو پیچھے گذرا دلیل پکڑی ہے، یعنی آپ نے فرمایا کہ میں نے جہراً اس لئے پڑھا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ پڑھنا سنت ہے، اور جمہور نے حضرت ابوامامہ کے اس قول **سراً فى نفسه** سے بھی استدلال کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے اپنے جی میں پڑھو اور فقہ حنبلی کی مشہور کتاب مغنی ابن قدامہ میں ہے:

"ويسر القرأت والدعا فى صلوٰة الجنازة لا نعلم بين اهل العلم فيه خلافها. "

(مغنی: ج ۲ ص ۴۸٦)

"نماز جنازہ میں قرأت اور دعا آہستہ پڑھے اس سلسلے میں ہم اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں جانتے۔"

مگر اس قول جمہور اور آئمہ اربعہ کے خلاف صرف شیعوں سے موافقت کرنے کے لئے غیر مقلد کہتے ہیں کہ جنازہ کی قرآت اور دعائیں جہراً پڑھنی سنت ہیں۔ دیکھئے فتاویٰ علمائے حدیث (ج ۵ ص ۱۵۲) نیز فتاویٰ ثنائیہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کی سورۃ باآواز بلند پڑھنا جائز بلکہ سنت ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۵٦)

نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں غیر مقلدوں اور شیعوں کی موافقت:

قارئین کو معلوم ہے کہ شیعہ حضرات نماز میں بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ شیعوں کا یہ عمل غیر مقلدین کو اتنا پسند آیا کہ وتروں اور قنوت نازلہ میں بلکہ مطلق نماز میں انہوں نے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو اپنا معمول بنالیا۔ وحید الزمان لکھتا ہے:

" ولا بأس ان يدعو في قنوته بما شاء فيرفع يديه الى صدره يبسطهما و بطونهما نحو السماء ."

یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ قنوت میں جو دعا چاہے پڑھے بس ہاتھوں کو اپنے سینے کے برابر تک اٹھا کر کھول لے ان کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں۔

ہدیۃ المہدی میں وحید الزمان لکھتا ہے:

" و يجوزون الدعاء برفع الايدى فى الصلوٰة اى دعاء كان ولو من قبيل ما يسأل عن الناس ."

(نزل الابرار ص۱۱۰)

یعنی اہل حدیث ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو جائز کہتے ہیں خواہ کوئی سی دعا ہو خواہ ایسی دعا ہو جو لوگوں سے بھی مانگی جا سکتی ہے۔ حالانکہ یہ کسی حدیث میں نہیں آتا یہاں یہ لوگ اپنے آپ کو شیعوں پر قیاس کر لیتے ہیں پھر ہاتھ ہی نہیں اٹھاتے انہیں دعا پڑھ کر منہ پر بھی پھیر لیتے ہیں جو ہیئت نماز کے بالکل خلاف ہے۔ یہ ایک قسم کا عمل کثیر ہے جس سے نماز ہی ٹوٹ جاتی ہے، جبکہ ہمارے پاس دعا میں ہاتھ نہ اٹھانے کی مرفوع حدیث موجود ہے:

"عن محمد بن يحيىٰ الا سلمى قال رأيت عبدالله بن زبير و رأى رجل رافعا يديه يدعو قبل ان يفرغ من صلوته فلما فرغ منها قال له ان رسول الله ﷺ لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلوته."

(رواہ ابن ابی شیبہ)

یعنی محمد بن یحی اسلمی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا وہ فراغت سے پہلے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا تھا جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک نماز سے فارغ نہ ہوجاتے ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر میں شیعوں اور غیر مقلدوں میں موافقت:

شیعہ لکھتے ہیں:

"عن حماد بن عثمان قال سألت ابا عبدالله علیه السلام عن الرجل یأتی المرأة فی ذالک الموضع وفی البیت جماعة وقال لی ورفع صوته قال رسول الله ﷺ من کلف مملوکه ما لا یطیق فلیبعه ثم نظر فی وجوه اهل البیت ثم اصغی الی فقال لا بأس به."

(الاستبصار ج ۲ ص ۱۳۰)

یعنی حماد بن عثمان روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے دریافت کیا کہ اپنی عورت کی دبر میں دخول کرسکتا ہے؟ آپ نے بلند آواز سے تو یہ فرمایا کہ اپنے غلام سے اس کی طاقت سے بڑھ کر کام لینا جائز نہیں بلکہ اسے فروخت کردینا چاہیئے، پھر اپنے اہل بیت کے چہروں کو دیکھ کر میری طرف سر جھکایا اور فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

غیر مقلد مجتہد وحید الزمان بخاری شریف ج ٦ ص ۳۸-۳۷ پر آیت **نساء کم حرث لکم فأتوا حرثکم انیٰ شئتم** کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتا ہے۔

"روایت میں اس کی صراحت موجود ہے کہ (یہ آیت) عورتوں سے دبر میں جماع کرنے کے باب میں اتری۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی اباحت منقول ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بھی پہلے اس کے قائل تھے...... یہ آیت **وطی فی الدبر** کی اجازت میں اتری...... ایک جماعت اہل حدیث جیسے بخاریؒ، زیلعیؒ، بزازؒ، نسائیؒ اور بوعلیؒ نیشاپوری اسی طرف گئی ہے کہ وطی فی

الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں......مطلب یہ ہے کہ آیت سے وطی فی الدبر کا جواز کا نکلتا ہے۔"

یہی رافضی مصنف نزل الابرار ص۱۲۳ میں رقم طراز ہے:

"ووطی الازواج والاماء فی الدبر."

یعنی اہل حدیث عورتوں اور باندیوں کی دبر میں وطی کرنے کے جواز کا انکار نہیں کرتے۔

گویا یہ کہ اہل حدیث کی خصوصیتوں میں سے ہے کہ وہ اس خلاف وضع فطری فعل کو جائز سمجھتے ہیں۔

کتے کے پاک ہونے میں شیعوں اور غیر مقلدوں میں موافقت:

قارئین جانتے ہیں کہ کتا نجس ہے وہ اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا سارا پانی نکالنا ضروری ہوتا ہے۔مگر شیعوں کے ہاں صرف پانچ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے،جیسا کہ فروع کافی ج اص۴ میں ہے کہ **یکفیک خمس ولاء** تجھے پانچ ڈول کافی ہیں۔

لیکن غیر مقلدوں کے ہاں پانچ ڈولوں کی بھی ضرورت نہیں جیسا کہ وحید الزمان نے نزل الابرار میں لکھا ہے:

" ولو سقط فی الماء ولم یتغیر لا یفسد الماء وان اصاب فمه الماء. "

(نزل الابرار ج اص۳۰)

یعنی اگر کتا پانی میں گر جائے اور پانی کے اوصاف تبدیل نہ ہوں تو پانی پلید نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس کا منہ پانی میں ڈوب جائے۔اس سے دو سطر پہلے اس نے کہا:

" ودم السمک طاهر وکذالک الکلب وریقه عند المحققین."

(نزل الابرار ج اص۳۰)

اور مچھلی کا خون پاک ہے اور ایسے ہی کتا اور اس کا تھوک بھی پاک ہے۔

لیجئے! شیعوں نے تو پانچ ڈول نکالنے کا تکلف کیا تھا مگر غیر مقلدوں نے اسے بھی اٹھا دیا اور

کتے کو مطلق پاک کہہ دیا اور تین سطر اس کے بعد لکھا ہے کہ جو شخص کتے کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھے اس کی نماز بالکل ٹھیک ہے، اور اس میں کوئی فساد نہیں، اس کے الفاظ ہیں:

''ولا تفسد صلوة حامله.''

یعنی اس کو اٹھانے والے کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

گویا کتے کے مسئلے میں غیر مقلدوں نے شیعوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ خود بھی پاک ہے اس کا لعاب بھی پاک ہے، اس کو اٹھا کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

حفظ قرآن سے محرومی میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت:

شیعہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں رکھتے، اس لئے ان کا حفظ کی دولت سے محروم ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ غیر مقلدوں میں بھی نسبتاً حافظ بہت کم ہیں، وجہ یہ ہے کہ حدیث حدیث کی رٹ میں قرآن پاک کی اصل عظمت اور حفظ قرآن کی اہمیت ان کے دلوں سے نکال دی ہے۔ ان کے نزدیک اصل چیز حدیث ہی ہے لہذا اس کے ساتھ قرآن پاک کو بھی دیکھنے کے روادار نہیں، جیسا کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں یہ صریح قرآن کے خلاف چلتے ہیں، شوافع اور حنابلہ اگر خلف الامام فاتحہ پڑھتے ہیں تو وہ آیت قرآنی میں جہراً کی تاویل کر لیتے ہیں یعنی مقتدی کو فاتحہ پڑھنا اس وقت منع ہے جب امام جہراً قرأت کر رہا ہو لیکن سراً میں منع نہیں۔ لیکن یہ لوگ مطلقاً قرأت کے قائل ہیں خواہ جہراً ہو یا سراً ہو۔ اور کہتے ہیں کہ واذا قرئ القرآن کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو خطبہ کے متعلق ہے۔ احمق لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ جب خطبہ میں سامعین کی خاموشی مطلوب ہے تو نماز جو نام ہی خشوع اور خضوع کا ہے اور و قوموا لله قانتين کا مصداق ہے، اس میں خاموشی کیوں مطلوب نہیں۔ جبکہ اس آیت کے نماز کے متعلق ہونے پر امت کا اجماع بھی ہے۔ حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں: ''اجمع الناس على ان هذه الآية فى الصلوة .'' آیت کا نماز سے تعلق ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

مگر یہ لوگ اپنی خود رائی اور ذہنی آوارگی کی تسکین کے لئے اجماع امت کو بھی رد کر دیتے ہیں۔

وقت واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے پر شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت:

قارئین کرام! کو معلوم ہونا چاہئے کہ طلاق ثلاثہ تمام اہل سنت والجماعت حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ کے ہاں تین ہی قرار دی جاتی ہیں، اور سب کے نزدیک مطلقہ ثلاثہ مغلظہ ہو جاتی ہے، اور بغیر حلالہ صحیحہ کے پہلے خاوند کے پاس بنکاح جدید بھی واپس نہیں آسکتی۔ مگر شیعوں کی ریس میں غیر مقلد کہتے ہیں کہ ایک وقت کی تین طلاقیں تین ہوتی ہی نہیں۔ اور وہ صرف ایک واقع ہوتی ہے، اور وہ بھی رجعی کہ بغیر نکاح جدید کے سابق خاوند اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ امت کے اس اجماعی موقف میں سات آٹھ سو سال بعد سب سے پہلے ابن تیمیہ نے رخنہ ڈالا اور تین طلاق کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا۔ غیر مقلدین نے ابن تیمیہ کے اس تفرد کی تقلید کی۔

عجیب بات ہے کہ یہ لوگ آئمہ اربعہ کی تقلید کو حرام کہتے نہیں تھکتے لیکن ابن تیمیہ کی تقلید کو انہوں نے صرف شیعوں کے ساتھ توافق کی وجہ سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ حالانکہ جب ابن تیمیہ نے یہ موقف اختیار کیا تھا تو جمہور علماء امت نے اس کی سخت مخالفت کی تھی اور ابن تیمیہ کو اس فتویٰ کے وجہ سے بڑے مصائب کا شکار ہونا پڑا تھا۔ دیکھئے مشہور غیر مقلد عالم ابو سعید شرف الدین دہلوی نے اس کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا مسلک) صحابہ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین و متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے، جو فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا۔ تو اس وقت کے علماء نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔"

نواب صدیق حسن خان صاحب نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے تفردات لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے۔ جناب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور شرابہ ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیمؒ پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کرا کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر

توہین کی گئی، قید کئے گئے۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی''۔

(اتحاف ص ۳۱۸ بحوالہ عمدہ الاثاث ص ۱۰۳)

انکار تراویح میں غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت:

عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل سنت اور غیر مقلدین کا تراویح میں اختلاف تعداد رکعات کے متعلق ہے کہ اہل سنت بیس سمجھتے ہیں اور غیر مقلد آٹھ۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں، اصل یہ ہے کہ تراویح کے وجود میں اختلاف ہے، کیونکہ باتفاق اہل سنت تراویح بیس سے کم نہیں ہیں۔ آٹھ رکعات جس کے یہ مدعی ہیں وہ تراویح ہیں ہی نہیں، وہ تو نماز تہجد کی رکعات ہیں۔ اس لئے اکثر محدثین نے آٹھ رکعات والی روایت کو باب التہجد میں نقل کیا ہے قیام رمضان میں نہیں۔ پھر امام ترمذیؒ نے جہاں تراویح کے متعلقہ مذاہب نقل کئے ہیں وہاں بیس تراویح یا چھتیس تراویح کا ذکر کیا ہے مگر آٹھ تراویح کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ گویا امام ترمذیؒ کے زمانے تک تروایح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔ یہ تو انگریز کے منحوس دور میں غیر مقلدوں کو آٹھ رکعات کی سوجھی ہے تاکہ اس سے امت حنفیہ میں اختلاف پیدا کیا جائے۔ اور اس مسئلے پر ہر ہر مسجد میں فتنہ وفساد برپا کیا جا سکے۔ تو گویا جن آٹھ رکعات کو یہ تراویح کہتے ہیں وہ تراویح نہیں تہجد کی رکعات ہیں اور جو بیس رکعات تراویح کی ہیں ان کو یہ پڑھتے اور مانتے نہیں۔ اس لحاظ سے ان کا اور شیعوں کا ایک ہی موقف ہے کہ بیس رکعت جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائج کی تھیں، ہم اس کو نہیں مانتے۔ لہذا دونوں فریق یکساں منکرین تراویح ٹھہرے۔

مسئلہ رجعت میں شیعوں اور غیر مقلدوں کی موافقت:

ملا باقر مجلسی نے ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ جا کر دریافت کریں گے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعین اور حضرت عائشہ وحفصہ (رضی اللہ عنہما) کہاں مدفون ہیں؟ جب لوگ ان کی قبروں کا نشان دیں گے تو وہ ان کو کھینچ کر زندہ کریں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وحسنین اور ان کی ذریت اور

شیعوں کو بھی زندہ کریں گے اور ان کے روبرو اصحاب رضی اللہ عنہم وازواج رسول (رضی اللہ عنھن) اور ان کے اتباع کو طرح طرح کی اذیت پہنچا کر ماردیں گے اور ان کی لاشوں کو درختوں سے لٹکا دیں گے۔ حضرت علی وحسن اور حسین ان کی ذریت اور شیعہ یہ انتقامی منظر دیکھ کر باغ باغ ہو جائیں گے۔ (نعوذ باللہ)

غیر مقلد عالم ملا معین اپنی کتاب دراسات اللبیب کے (ص ۲۱۹) میں لکھتا ہے:

" من مات على الحب الصادق الامام العصر المهدى عليه السلام ولم يدرك زمانه اذن الله سبحانه ان يحيه فيفوز فوزا عظيما فى حضوره و هذه رجعته فى عهده."

یعنی جو شخص امام مہدی علیہ السلام کی سچی محبت میں مرگیا اگر ان کا زمانہ نہ پاسکا تو اللہ تبارک وتعالیٰ امام مہدی کو اجازت دیں گے کہ وہ اسے زندہ کر کے اپنے دیدار سے شادکام کریں اور یہ ان کے زمانہ میں اس کی رجعت ہوگی۔ تو گویا شیعوں نے سنیوں اور ان کے پیشواؤں سے انتقام لینے کے لئے رجعت کا عقیدہ گھڑا، اور غیر مقلدوں نے امام مہدی کی زیارت پانے کے لئے اس جھوٹ سے اتفاق کیا، تو دونوں ہی من گھڑت عقیدے میں باہم متفق ہیں۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ عقیدہ بالکل مردود ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اس کے رافضی ہیں۔ لیکن انہیں پتہ نہیں تھا کہ ایک قوم غیر مقلد بھی آئے گی جو اسی عقیدے کی حامل ہوگی۔

عقیدہ عصمت آئمہ میں شیعوں اور غیر مقلدوں کو موافقت:

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ (مطبوعہ استنبول ص ۳۵۸) پر شیعوں کا عقیدہ نقل کرتے ہیں: "وشیعہ خصوصاً امامیہ واسماعیلیہ گویند کہ عصمت از خطا درعلم واز گناہ درعمل یعنی امتناع صدور کہ خاصہ انبیاء است شرط امام است۔"

کچھ شیعہ امامیہ واسماعیلیہ کہتے ہیں کہ علم وعمل میں خطاء وگناہ سے عصمت انبیاء ہی کی طرح

امامت کی شرط ہے حالانکہ یہ عقیدہ قرآن پاک کے خلاف ہے۔اسی طرح غیر مقلد عالم ملامعین دراسات اللبیب کے ص ۲۱۳ پر لکھتا ہے:

''بارہ اماموں اور حضرت فاطمۃ الزہرا معصوم ہیں، یعنی ان سے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جو صحابہ کہ مخالف ہوئے حضرت علیؓ کی بیعت خلافت میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے ارث دینے میں، وہ سب کے سب خطا وار ہیں۔ اور نیز عصمت آنحضرت ﷺ کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی نقلی''۔ دیکھئے غیر مقلدین شیعوں کے اس خلاف کتاب وسنت عقیدے میں کس طرح اشتراک واتفاق کر کے اہل سنت سے خارج ہوتے ہیں۔

(کیونکہ اہل سنت کے ہاں تو صرف انبیاء ہی معصوم ہیں)

گذارش آخریں:

مذکورہ بالا گذارشات سے آپ نے یقیناً جان لیا ہوگا کہ تحریک اہل حدیث یا دعوت غیر مقلدیت افرادملت کو حدیث کی طرف لے جانے کی تحریک نہیں بلکہ اس نام سے لوگوں کو اہل سنت سے دور کرنے کی تحریک ہے یا اہل سنت سے نکال کر اہل تشیع کے قریب لانے کی تحریک ہے۔جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ ان کے اکثر مسائل و معتقدات اہل سنت کی بجائے اہل تشیع اور روافض سے زیادہ ملتے جلتے ہیں۔مثلاً:

انکار اجماع، انکار قیاس، انکار تقلید، طلاق ثلاثہ کو طلاق واحد کہنا، انکار تراویح، جواز متعہ، جمع بین الصلوتین، توہین سلف، اکابر پر بدزبانی، آئمہ پر بدگمانی، ارسال یدین، نماز کی دعا میں رفع یدین، پاؤں کا مسح، حی علی خیر العمل، انکار افضلیت شیخین وفضائل صحابہ، انکار مذاہب اربعہ، اذان عثمانی وغیرہ۔ان تمام مسائل غیر مقلدین شیعوں کے ساتھ ہیں تو اب یہ افراد ملت کے سوچنے کا مقام ہے کہ ہم اہل سنت کی عظیم برادری سے نکل کر اہل تشیع یا نام نہاد اہل حدیث بن کر کیا لیں گے؟

پیچھے کو نظر اٹھا کر دیکھیں امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ، ابن حنبلؒ، محمد بن حسنؒ، ابو یوسفؒ، طحاویؒ، ابن ھمامؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، ابوداؤدؒ، ابن ماجہؒ، نسائیؒ، اور دیگر

محدثین، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، خواجہ بہاؤالحق نقشبندیؒ، معین الدین چشتیؒ، عبدالقادر جیلانیؒ، جنید بغدادیؒ، بایزید بسطامیؒ، ابراھیم بن ادھمؒ، نظام الدین اولیاءؒ، قطب الدین بختیار کاکیؒ، علی ہجویریؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ، سید سلیمان ندویؒ، شبلی نعمانیؒ، الیاس دہلویؒ، عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، اور سید اسمعیل شہیدؒ وسید احمد شہیدؒ وغیرہ علماء وفقہاء اور محدثین وصوفیاء یہ سب ہم اہل سنت کا سرمایہ ہیں، کسی غیر مقلد یا شیعہ کا نہیں۔

غیر مقلد بن کر ان تمام اساطین امت اور اولیائے امت کو چھوڑنا پڑے گا اور ملے گا کیا؟ عبدالقادر روپڑی، پروفیسر سعید، عبداللہ بہاولپوری، وحید الزمان، ساجد میر، ساجد نقوی، طالب کرپالوی، طالب الرحمٰن، عبدالعلیم یزدانی، اور مرید عباس یزدانی۔ میں سمجھتا ہوں اس سے زیادہ خسارے کا سودا کوئی نہیں ہوسکتا۔ **فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين.**

اس لئے اپنے اکابر واسلاف سے منسلک رہنا مسلم آئمہ فقہ واجتہاد کی تقلید میں سفر زندگی طے کرنا ہی احوط واسلم ہے، اس میں کسی قسم کی خودرائی اور اجماع امت کی خلاف ورزی کا کوئی امکان نہیں، بصورت دیگر اپنی من مانی، خودرائی، اور نفس پرستی کے سوا کچھ نہیں ہوگا جس میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے، بربادی ہی بربادی ہے۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه.

انا الحقیر الفقیر المدعو بفضل الرحمٰن دھرم کوٹی الحنفی الدیوبندی

خطیب جامع مسجد قاسمی خانقاہ شریف (بہاولپور)